معرفتِ سببِ نزول-چنداہم مباحث کا تحقیقی مطالعہ

حافظ محمد صفدر*

ڈاکٹر عاصم نعیم**

The Qur'an is the foundation and the mainstay of Islamic life and culture. It claims to be the final revelation to man, preserving and protecting what was revealed to mankind through earlier prophets, and completing and perfecting that guidance for the future. Being the words of God, Qur'an laid foundations for many sciences. Sciences whom understanding is necessary to comprehend the book, and the sciences that are derived from the book. Asbab_un_nuzool is one of the main subjects of the sciences of Qur'an. It means the situation, background, the question and the issue that became the reason for the revelation of the verse or Surah. The mainstream group of scholars gave special importance to Asbab_un_nuzool, while others regarded it a hindrance in understanding the real meaning of the Qur'an. In this article some important issues have been discussed regarding Asbab_un_nuzool.

قرآن پاک اللہ کا کلام ہے۔ اس کلام کو انسانوں کے کلام پر ایسی ہی فضیلت و مرتبت حاصل ہے جیسی خود باری تعالیٰ کو تمام مخلوق پر۔ کلامِ الٰہی کے مبینِ و مفسرِ اول، حضرت محمد مصطفٰے ﷺ نے اس کی تلاوت و تعلیم کا فرضِ منصبی سرانجام دیا۔ آپ سے فیض یافتہ، آپ کے صحابہ نے تفسیر و تبیینِ قرآن کی ذمہ داری کو نبھایا اور اس کے معانی و مفاہیم کو آئندہ طبقوں تک پہنچایا۔ یوں یہ سلسلہ بایں طریق عصرِ حاضر تک پہنچا۔ اور ہر عصر و عہد کے عالی دماغ مفسرین نے اس علم میں اپنی صلاحیتیں صرف کیں۔ تفسیرِ قرآن، علومِ اسلامیہ میں ایک اہم اور خصوصی علم ہے، جس میں طبع آزمائی کے لیے خاص ا ہلیتیں اور معیارات درکار ہیں۔ تفسیر کے لیے جن علوم کی معرفت ضروری ہے ان میں سے ایک اہم علم کا نام اسبابِ نزول یا شانِ نزول ہے۔ تاہم بعض علمی حلقوں نے اس کی اہمیت و ضرورت سے انکار کیا ہے شان نزول کے بارے میں منفرد نظریہ اپنانے والے مفسرین، صحتِ اسناد اور دیگر کئی اسباب و تکلفات کو زیرِ بحث لاکر بہر حال سببِ نزول سے صرفِ نظر کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی نظر میں اسبابِ نزول کو ذکر کرنا یا آیت کا مفہوم متعین کرنے میں اسباب نزول سے مدد لینا قرآن کے آفاقی دعوتی و تحریکی پہلو کے نظر انداز ہونے کا سبب بن جاتا ہے۔ دوسری طرف سماج، رہن سہن اور تہذیب و تمدن (مثلاً

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

پردہ) سے متعلق شریعت کے وارد شدہ عالمی و عمومی احکام کو خاص قبائلی اور چودہ سو سال پہلے کی غیر متمدن عرب تہذیب میں محصور کرنے کی سر توڑ کوشش کر کے امتِ مسلمہ کے لیے تہذیبِ مغرب میں رنگے جانے کا رستہ صاف کرنے کے لیے قرآن وحدیث پر طبع آزمائی کرنے کو تدبرِ قرآن اور اجتہاد کا نام دیتے ہیں۔ تفسیرِ قرآن میں سببِ نزول سے اعتناء کرنا کیوں اور کس قدر ضروری ہے؟ متقدم و متاخر علماء نے اس ضمن میں کیا رہنمائی کی ہے؟ سببِ نزول سے اعتناء کی حدود و قیود کیا ہیں؟ ذیل میں مذکور مسئلہ کے چند اہم پہلوؤں کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔

نزول اور سببِ نزول کے اعتبار سے آیاتِ قرآنی کو اس علم کے ماہرین دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔[1]

وہ آیات جو باری تعالیٰ نے از خود ابتداءً نازل فرمائیں کوئی خاص زمینی واقعہ یا کسی کا کوئی سوال ان کے نزول کا سبب نہیں بنا۔

دوسری وہ آیات جن کا نزول کسی خاص واقعہ کی وجہ سے یا کسی کے سوال کے جواب میں ہوا۔ جسے اردو زبان میں ان آیات کا پسِ منظر کہنا چاہیے؛ یہ پسِ منظر مفسرین کی اصطلاح میں "سببِ نزول" یا "شانِ نزول" کہلاتا ہے۔

"کوئی قرآنی آیت جس مسئلہ، استفسار، واقعے کے پس منظر میں نازل ہوئی ہو، اسے اس آیت کا شانِ نزول یا سبب نزول کہا جاتا ہے۔ سببِ نزول کسی آیت یا آیات کے مضمون اور اس میں بیان شدہ حقیقی مفہوم و مقصود کو سمجھنے میں مددگار ہوتا ہے"۔[2] علامہ زرقانی کے الفاظ میں:

سبب النزول هو ما نزلت الآية أو الآيات متحدثة عنه أن مبينة لحكمه أيام وقوعه. والمعنى أنه حادثة وقعت في زمن النبي صلى الله عليه وسلم أو سؤال وجه إليه فنزلت الآية أو الآيات من الله تعالى ببيان ما يتصل بتلك الحادثة أو بجواب هذا السؤال.[3]

(آیات نے (اپنے اندر قبل ازیں) اپنے نازل ہونے کا سبب اور وجہ بتلائی یا کسی واقعہ کے رونما ہونے کے دنوں میں اس واقعہ کے بارے میں حکم کی وضاحت کی۔ یعنی کوئی خاص واقعہ عہد رسالت میں پیش آیا، یا کوئی سوال حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے سامنے پیش کیا گیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس واقعہ کے بیان میں یا اس سوال کے جواب میں ایک آیت یا کئی آیات نازل ہوئیں)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

مزید تشریح کرتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ نزولِ وحی کی تفصیلات کہ کونسی آیت کیسے نازل ہوئی، کوئی خاص حکم کب، کیوں اور کن حالات میں نازل ہوا، قرآن مجید میں جو قصص بیان ہوئے ان کا پس منظر کیا ہے، وہ کیوں بیان ہوئے۔[4]

روایتی تعریف میں تھوڑا سا توسع پیدا کرتے ہوئے ڈاکٹر حسن الدین احمد لکھتے ہیں:

> سبب نزول اس خاص واقعہ کو کہتے ہیں جس کے ظہور و وقوع سے قریب تر زمانہ میں کوئی آیت نازل ہوئی ہو۔[5] تعریفِ مذکور میں مزید یہ شامل کیا جا سکتا ہے کہ اس خاص واقعہ کا آیت سے کسی نوع کوئی تعلق بھی بنتا ہو۔

معرفتِ اسبابِ نزول۔۔۔ ضرورت واہمیت:

قرنِ اوّل سے لے کر آج تک فہم و تدبرِ قرآن کے مقصود کو حاصل کرنے کے لیے اس علم کی خاص اہمیت اور ضرورت محسوس کی جاتی رہی ہے۔ جلال الدین سیوطی نے اس کی ضرورت و اہمیت بیان کرتے ہوئے سعید بن منصورؒ کی سنن کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایک دفعہ امیر المومنین عمر فاروقؓ نے سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ سے سوال کیا کہ یہ امت ایک نبی، ایک کتاب اور ایک قبلہ ہونے کے باوجود کیسے اختلاف کرے گی تو انہوں نے جواب دیا:

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّا أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْقُرْآنُ، فَقَرَأْنَاهُ، وَعَلِمْنَا فِيمَ أُنزل، وَإِنَّهُ سيكون بعدنا أقوام يقرأون الْقُرْآنَ، وَلَا يَعْرِفُونَ فِيمَ نَزَلَ، فَيَكُونُ لِكُلِّ قَوْمٍ فِيهِ رَأْيٌ فَإِذَا كَانَ لِكُلِّ قَوْمٍ فِيهِ رَأْيٌ اخْتَلَفُوا، فَإِذَا اخْتَلَفُوا اقْتَتَلُوا۔۔[6]

(اے امیر المومنین۔ ہم پر قرآن نازل ہوا، ہم نے اسے پڑھا اور سمجھا، مگر بعد میں قرآن کو پڑھنے والے آئیں گے مگر انہیں یہ معلوم نہ ہو گا کہ کس واقعہ اور کس مسئلہ کی اہمیت کو سمجھانے کے لیے قرآن نازل ہوا ہے تو ہر ایک کی اپنی اپنی رائے ہو جائے گی جس سے ان میں اختلاف ہو جائے گا آخر کار ان کا یہ اختلاف باہمی قتل و قتال تک جا پہنچے گا۔)

اس اثر کو بیان کرنے بعد علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں: فمن هَذَا وجوب احْتِيَاج النَّاظر فِي الْقُرْآن إِلَى معرفَة أَسبَاب نُزوله۔[7] (اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے سمجھنے کے لیے اسباب نزول کا جاننا واجب ہے)۔

پانچویں صدی ہجری کے مشہور مفسر علامہ واحدیؒ فرماتے ہیں:

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

فَإِنَّ عُلُومَ الْقُرآنِ غَزِيرَةٌ،---- غَيرَ أَنَّ الرَّغَبَاتِ الْيَوْمَ عَنْ عُلُومِ الْقُرآنِ صَادِفَةٌ كَاذِبَةٌ فِيهَا،--- فَالْأَمْرُ بِنَا إِلَى إِفَادَةِ الْمُبْتَدِئِينَ بِعُلُومِ الْكِتَابِ، إِبَانَةَ مَا أُنْزِلَ فِيهِ مِنَ الْأَسْبَابِ، إِذْ هِيَ أَوْفَى مَا يَجِبُ الْوُقُوفُ عَلَيْهَا، وَأَوْلَى مَا تُصْرَفُ الْعِنَايَةُ إِلَيْهَا، لِامْتِنَاعِ مَعْرِفَةِ تَفْسِيرِ الْآيَةِ وَقَصْدِ سَبِيلِهَا، دُونَ الْوُقُوفِ عَلَى قِصَّتِهَا وَبَيَانِ نُزُولِهَا.[8]

(قرآنی علوم بے شمار ہیں، آج کل لوگوں کی توجہات ان سے ہٹی ہوئی ہیں، لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ ہم علوم القرآن کے ابتدائی طلباء کے لیے قرآن کے نزول کے اسباب اور مخصوص حالات کو وضاحت سے بیان کریں، ضروری اور مطلوبہ واقفیت کو حاصل کرنے کے لیے یہی کچھ کافی ہے اور اسی پر توجہ مبذول کرنا اولیٰ اور ضروری ہے، تا کہ ان اسباب کو جانے بغیر کسی آیت کی تفسیر بیان کرنے کے عمل کو روکا جا سکے۔)

غالباً واحدیؒ کے اسی قول کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام سیوطیؒ رقمطراز ہیں:

قَالَ الْوَاحِدِيُّ: لَا يُمْكِنُ تَفْسِيرُ الْآيَةِ دُونَ الْوُقُوفِ عَلَى قِصَّتِهَا وَبَيَانِ نُزُولِهَا

(واحدیؒ فرماتے ہیں: سببِ نزول سے واقفیت کے بغیر کسی آیت کی تفسیر کر سکنا ممکن ہی نہیں۔)

ابن دقیق العید[9] کی نظر میں یہ معانیِ قرآن سمجھنے کا قوی طریقہ ہے، ابنِ تیمیہؒ کے نزدیک[10] سببِ نزول کی معرفت آیت کے سمجھنے میں مدد دیتی ہے کیوں کہ سبب پر علم سے مسبب کا علم حاصل ہونا ضروری ہے۔ امام قرطبیؒ نے اس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے مختلف اقوال لکھے ہیں۔[11] نیز انہوں اپنی تفسیر کے مقدمہ میں سببِ نزول کی اہمیت کے ضمن میں چند واقعات کی طرف اشارہ کیا ہے اور نتیجتاً اس علم کو شرف وفضیلت والا علم اور اس کی طرف متوجہ ہونا عمدہ علمی سرگرمی قرار دیا ہے: هَذَا دَلِيلٌ عَلَى شَرَفِ هَذَا الْعِلْمِ قَدِيمًا، وَأَنَّ الِاعْتِنَاءَ بِهِ حَسَنٌ وَالْمَعْرِفَةَ بِهِ فَضْلٌ-[12]

ڈاکٹر صبحی صالح اس کی اہمیت بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "مسببِ حقیقی نے ہر چیز کے لیے ایک سبب بنایا ہے، حوادث کے اسباب کو نظر انداز کر کے کوئی روشن دماغ اور دقیقہ رس مؤرخ صرف نصوص و دستاویزات سے تاریخی حقائق تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔"[13]

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے پوری وضاحت کی کہ حضرت علیؓ اور ابن مسعودؓ کا حلفاً یہ کہنا کہ جو بھی آیت نازل ہوئی ہمیں اس کے بارے میں معلوم ہے کہ کس لیے، کس کے بارے میں اور کہاں نازل ہوئی، کا لفظی وظاہری مطلب مراد نہیں۔[14]

سببِ نزول کی معرفت سے متعدد فوائد حاصل کیے جاسکتے ہیں اور مختلف انواع کے فتنوں سے بچا جاسکتا ہے۔دورِ حاضر کا ایک اہم اور نازک مسئلہ ، وحدتِ ادیان کا مسئلہ ہے ، جس میں بنیادی فلسفہ یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ تمام مذاہب اپنی بنیاد میں یکساں ہیں اور حق ہیں، نیز یہ کہ نجات اخروی کے لیے اللہ پر اور آخرت پر ایمان لانا کافی ہے۔اس فکر کے حاملین دلیل میں آیتِ قرآنی " الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ [15] پیش کرتے ہیں۔اور کہتے ہیں کہ اس میں صرف من اٰمن باللہ و الیوم الاخر مذکور ہے۔ ایمان بالرسول کا ذکر نہیں ہے۔

مفتی عاشق الٰہی اپنی تفسیر میں اس استدلال کا تفصیلی جواب دیتے ہوئے آخر میں تحریر کرتے ہیں:

"---یہ لوگ جاہلوں کو دھوکہ دینے کے لیے ان آیات کو سامنے نہیں رکھتے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہیں۔ ایمان باللہ کا مطلب صرف اتنا سا نہیں ہے کہ اللہ کے وجود کا اقرار کرلے اور انسانوں کے خود ساختہ طریقوں سے عبادت کرلیا کرے، اللہ پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے اس کے جاننے کا ذریعہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات گرامی کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ یہ کیسا ایمان باللہ ہے کہ بتوں کی پوجا کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد تجویز کریں۔ اور یہ کیسا یوم آخرت پر ایمان ہے کہ تناسخ یعنی آواگون کے قائل ہوں اور جنت دوزخ کے منکر ہوں۔[16]

مفسر ابن کثیر نے آیتِ مذکور کا پس منظر ذکر کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلمانؓ فارسی نے آنحضور ﷺ سے اپنے ساتھیوں کے بارے میں پوچھا، اور ان کی عبادت اور نماز روزے وغیرہ کا ذکر کیا تو یہ آیت اتری (ابن ابی حاتم)؛ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت سلمانؓ نے ان کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ وہ نمازی، روزہ دار، ایماندار اور اس بات کے معتقد تھے کہ آپؐ مبعوث ہونے والے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ وہ جہنمی ہیں، حضرت سلمانؓ کو اس سے بڑا رنج ہوا، وہیں یہ آیت نازل ہوئی۔[17] مفسر موصوف بعد ازاں واضح کرتے ہیں کہ یہودیوں میں سے ایماندار وہ ہے جو توراۃ کو مانتا ہو اور سنت موسیٰ علیہ السلام کا عامل ہو لیکن جب حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) آجائیں تو ان کی تابعداری نہ کرے تو پھر

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

بے دین ہو جائے گا اسی طرح نصرانیوں میں سے ایماندار وہ ہے جو انجیل کو کلام اللہ مانے شریعت عیسوی پر عمل کرے اور اگر اپنے زمانے میں پیغمبر آخرالزمان حضرت محمد مصطفی ﷺ کو پالے تو آپؐ کی تابعداری اور آپؐ کی نبوت کی تصدیق کرے اگر اب بھی وہ انجیل کو اور اتباع عیسوی کو نہ چھوڑے اور حضور ﷺ کی رسالت کو تسلیم نہ کرے تو ہلاک ہو گا۔[18]

مذکور دونوں اقتباسات سے عیاں ہے کہ آیت زیرِ بحث سے مراد سابقین انبیاء کے وہ پیروکار ہیں جو بعثتِ نبوی ﷺ سے قبل فوت ہو چکے تھے، تو ان کی نجات کا مدار ایمان باللہ، ایمان بالآخرۃ اور اعمالِ صالحہ گویا سببِ نزول سے آگاہی، اس گمراہ کن نظریہ کے متدلات کو کمزور کرنے والی ہے۔

ڈاکٹر صبحی صالح، اس کی اہمیت کے دیگر پہلو ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "آخر سبب نزول اسکے سوا کیا ہے کہ وہ کسی واقعہ کے بارے میں بتاتا ہے کہ وہ کیونکر پیش آیا؟ اصل واقعہ کیا تھا؟ کون لوگ اس کے ذمہ دار تھے؟ سبب نزول کے معلوم ہونے سے کسی آیت میں دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ ہر جگہ اور ہر وقت پورے ذوق وشوق کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔۔۔ تلاوت کرتے وقت ایسے محسوس ہوتا ہے کہ قاری کے اپنے حالات وواقعات ہیں۔[19]

علمِ اسبابِ نزول، نزولِ قرآن کے شاھدین کے صحیح مقام ومرتبہ کی معرفت کا ذریعہ:

اسباب النزول کا علم، نزول قرآن کے شاھدین یعنی صحابہ کرام کی قدرومنزلت سے آگاہ کرنے والا ہے۔ صحابہؓ کرام وہ عظیم المرتبت شخصیات ہیں جن کے عمدہ کردار اور نفیس تذکرے سابقہ آسمانی کتب میں درج تھے، نبی ﷺ نے ان کا مکمل تزکیہ فرمایا اور انہیں یہ شرف نصیب ہوا کہ حضرت جبرائیل زمین پر انہیں اللہ کا سلام کہنے بھی تشریف لائے۔ یوں تو سارا قرآن ان بزرگ شخصیات کے شب وروز، مثالی ایمان، عبادات اور آئینہ نما معاشرتی زندگی کے مختلف گوشوں کا گواہ ہے لیکن خاص طور پر وہ مواقع بھی تعداد میں کچھ کم نہیں جب ان لوگوں کی زبانوں پہ آئے ہوئے الفاظ اور ان کی جذباتی کیفیات کو اللہ نے ہمیشہ کے لیے قرآن میں ثبت کر دیا۔ بطور نمونہ چند پیش کیے جاتے ہیں:۔

1۔ غزوۂ احد میں مصعبؓ بن عمیر کے پاس علمِ نبوی تھا، آپؓ دادِ شجاعت دیتے رہے، یہاں تک کہ آپؓ کا دایاں ہاتھ کٹا اور آپؓ نے بآوازِ بلند ارشاد فرمایا: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ،

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

پھر آپؓ کا بایاں ہاتھ کٹا۔ زخموں پہ زخم کھاتے گئے اور یہی مبارک الفاظ پکارتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ آپؓ کی شہادت کے بعد بعینہٖ یہی الفاظ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ[20] آپؐ پر وحی بن کر نازل ہوئے۔

2۔ سورہ نساء میں جہاد کے احکام کا تذکرہ ہے۔ حدیث کی کتب میں پوری وضاحت سے یہ واقعہ موجود ہے کہ جہاد کی فضیلت اور مجاہدین اور غیر مجاہدین (مقام و حیثیت) کو اللہ تعالیٰ نے (سورہ نساء میں) الگ الگ (ذکر) کیا، تو آپؐ کے پاس نابینا صحابیؓ عبد اللہؓ ابن ام مکتوم آئے جبکہ آپؐ حضرت زیدؓ کو یہ آیت[21] تحریر کرنے کا حکم بھی فرما چکے تھے اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! اگر میں اندھا نہ ہوتا تو میں بھی ضرور جہاد کرتا۔ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: { غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ }[22] (اس پر اللہ تعالیٰ نے غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ کا اضافہ نازل فرمایا)

3۔ حضرت عمرؓ کا تو لقب ہی ملہم من اللہ قرار پایا کہ ان کی رائے کی درجنوں مرتبہ وحی نے تصدیق و تائید فرمائی مثلاً پردہ اور بدر کے قیدیوں سے متعلق عمرؓ کی رائے کو سراہا گیا۔۔۔ اسی لیے ترمذی میں ابن عمرؓ نبی کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ». وقَالَ ابْنُ عُمَرَ: «مَا نَزَلَ بِالنَّاسِ أَمْرٌ قَطُّ فَقَالُوا فِيهِ وَقَالَ فِيهِ عُمَرُ أَوْ قَالَ ابْنُ الخَطَّابِ فِيهِ - شَكَّ خَارِجَةُ - إِلَّا نَزَلَ فِيهِ القُرْآنُ عَلَى نَحْوِ مَا قَالَ عُمَرُ---[23]

4۔ واقعہ افک میں سیدہ عائشہ صدیقہؓ پر الزام سن کر بعض صحابہؓ جن میں حضرت زیدؓ بن حارثہ اور ابو ایوب انصاریؓ بھی تھے، فرمانے لگے سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ۔ بعد میں یہی الفاظ بشکل وحی قرآن مجید کا حصہ بنے۔ جبکہ تفسیر ابن ابی حاتم میں یہاں حضرت سعدؓ بن معاذ انصاری کا نام ذکر کیا ہے وَذَلِكَ

أَنَّ سَعْدًا لَمَّا سَمِعَ قَوْلَ مَنْ خَاضَ فِي أَمْرِ عَائِشَةَ فَقَالَ: سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ۔[24]

5۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کرتی ہیں کہ ہم کسی سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، ہم جب بیداء یا ذات الجیش میں پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ (کر گر) گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ڈھونڈنے کے لئے قیام کر دیا، لوگ بھی آپ کے ہمراہ ٹھہر گئے، اس مقام میں کہیں پانی نہ تھا، لہٰذا لوگ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور کہا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں دیکھتے کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

وسلم اور سب لوگوں کو ٹھہرا لیا، ان کے پاس پانی نہیں ہے، تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر میرے زانو پر رکھے سو رہے تھے، تو انہوں نے کہا کہ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سب لوگوں کو ٹھہرا لیا، ان کے پاس پانی نہیں ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ پر غصہ ہوئے اور جو کچھ اللہ نے چاہا انہوں نے کہا، اور اپنے ہاتھ سے میرے کولہا میں کونچہ دینے لگے، چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے زانو پر سر مبارک رکھے ہوئے آرام فرما رہے تھے، اس وجہ سے میں حرکت نہ کر سکی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو پانی نہ تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمائی، سب نے تیمم کیا، اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے آل ابو بکر یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے، کہ جس سے مومنین فیضیاب ہوئے ہیں، بلکہ اس سے قبل بھی فیض پہنچ چکا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ جس اونٹ پر میں تھی، اس کو ہٹایا تو اس کے نیچے ہار (بھی) مل گیا۔[25]

6- حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب آیت "إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ" نازل ہوئی تو مُہاجرین اور انصار نے عرض کی یَارَسُولَ اللہ کیا یہ آپ کے لیے ہی خاص ہے ہمارا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے؟ تو اللہ رب العزت نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی "هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ"[26][27]

دوسری جگہ صراحت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا اللہ نے جو بھی خیر اور بھلائی آپؐ پر نازل فرمائی اس میں ہمیں بھی شریک فرمایا (مگر اس میں نہیں) تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آیت نازل فرمائی هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ[28]

یہ چند مثالیں ہیں جن میں آیاتِ قرآنیہ کا سببِ نزول دیکھنے سے ان مقدس شخصیات کی عظمت کھل کر ہمارے سامنے آتی ہے کہ کبھی ان کی خواہش پوری ہوتی ہے تو کبھی ان کی مجبوری و معذوری کو قبول کیا جاتا ہے۔ یعنی شان نزول جاننے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ہمیں مقامِ صحابہؓ سے آشنائی ملتی ہے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

تفسیرِ قرآن میں معرفتِ سببِ نزول کی ضرورت و اہمیت پر اشکالات:

بعض اہلِ دانش کی رائے یہ ہے کہ قرآن فہمی کیلئے سبب نزول جاننا ضروری نہیں کیونکہ قرآن اپنی ذات میں خود بہت واضح اور غیر مبہم ہے نیز اپنی مراد بتانے اور سمجھانے میں کسی خارجی دلیل اور سہارے کا طالب نہیں۔ عصرِ حاضر میں فہم و تفسیرِ قرآن کا ایک معروف مکتبِ فکر، فراہی و اصلاحی مکتبِ فکر ہے۔ اردو زبان کی معروف تفسیر " تدبرِ قرآن " کے مولف جناب امین احسن اصلاحی نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں تفسیرِ قرآن کے وسائل کو داخلی و خارجی دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ انہوں نے عربی زبان، نظمِ قرآن اور تفسیر القرآن بالقرآن کو داخلی وسائل جب کہ حدیث و سنت، آثارِ صحابہؓ، اور شانِ نزول وغیرہ کو خارجی وسائل قرار دیا ہے۔ انہوں نے نظمِ قرآن کو فہمِ قرآن و تفسیرِ قرآن کا بنیادی وسیلہ قرار دیا اور قرآن کی تفسیر قرآن کے اندر سے تلاش کرنے پر زور دیا۔ ان کے نزدیک شانِ نزول سے مراد " لوگوں کی وہ حالت اور کیفیت ہوتی ہے جس پر وہ کلام بر سر موقع حاوی ہوتا ہے "[29] گویا ان کی رائے میں قرآن کی آیت جب بھی، جس خاص مسئلے و کیفیت پر صادق آئے گی، وہی اس کا شانِ نزول کہلائے گا۔ مزید یہ کہ قرآنِ حکیم کی آیت میں اگر، کسی خاص معاملے یا کسی خاص شخص کا تذکرہ آیا بھی ہے، تب بھی حکم عام و عالم گیر سمجھا جائے گا۔ اس خاص معاملے یا شخص تک حکم کو محدود نہیں رکھا جائے گا۔ اس لیے یہ مکتبِ فکر، طالبِ قرآن کو نصیحت کرتے ہیں کہ " اگر تم طمانیت اور یقین کے طالب ہو تو شانِ نزول کی پیروی میں سر رشتہ نظم کو ہرگز ہاتھ سے نہ دینا"[30]

اس ضمن میں مقالہ نگاران کی رائے یہ کہ سببِ نزول، فہمِ قرآن کے دیگر داخلی و خارجی وسائل کے ساتھ، ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اسے کسی دیگر وسیلہ کو سامنے لا کر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ قرآنِ حکیم کی متعدد آیات ایسی ہیں جن کا صحیح فہم، دیگر وسائل کے بجائے اسبابِ نزول کی معرفت پر منحصر ہے۔ چند آیات ذیل میں درج کی جاتی ہیں

1۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا (البقرہ: 104)

(ایمان والو! (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر) راعنانہ کہا کرو، اور انظرنا کہہ دیا کرو)

2۔ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ (الانفال: 17)

(اور (اے پیغمبرؐ) جب تم نے ان پر (مٹی) پھینکی تھی تو وہ تم نے نہیں، بلکہ اللہ نے پھینکی تھی)

3۔ ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ (التوبہ: 40)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

(جب وہ دو آدمیوں میں سے دوسرے تھے، جب وہ دونوں غار میں تھے)

جبکہ بعض مقامات اس لحاظ سے انتہائی فیصلہ کن اور خطرناک ہیں کہ اگر وہاں سببِ نزول کو درخورِ اعتناء نہ سمجھا جائے تو مطلوب تک کسی صورت پہنچنا ممکن ہی نہیں اور شریعت کی مراد پائی ہی نہیں جاسکتی مثلاً:

4۔ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (البقرہ:115)

(اور مشرق و مغرب سب اللہ ہی کی ہیں۔لہذا جس طرف بھی تم رخ کروگے، وہیں اللہ کا رخ ہے۔)

سیاق وسباق اور شانِ نزول سے بے نیاز شخص کے لیے پورا احتمال ہے کہ وہ شرائطِ صلوٰۃ میں سے مواجہتِ قبلہ کا انکار کر بیٹھے۔

5- اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَاۗىِٕرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا(البقرہ:158)

(بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، لہذا جو شخص بھی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس کے لیے اس بات میں کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ ان کے درمیان چکر لگائے)

درج بالا آیت سے حج و عمرہ میں سعی کے وجوب کے متضاد بیان کیے گئے الفاظ کا رجحان تو اسے چھوڑنے کی ترغیب دے رہا ہے۔

6۔ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا(المائدہ:93)

(جو لوگ ایمان لے آئے ہیں، اور نیکی پر کاربند رہے ہیں، انہوں نے پہلے جو کچھ کھایا پیا ہے، اس کی وجہ سے ان پر کوئی گناہ نہیں ہے، بشرطیکہ وہ آئندہ ان گناہوں سے بچتے رہیں)

اس آیت کے ظاہر کو دیکھنے والا اسلام میں حلال و حرام کی حدود کو غیر ضروری قرار دے گا اور محرمات و خبائث کے استعمال کو جائز کہے گا۔

تفسیر قرآن اور بیانِ سببِ نزول: راہِ اعتدال

سببِ نزول بیان کرنے میں مفسرین کے مختلف مناہج واسالیب رہے ہیں۔ متقدم مفسرین میں سے بعض نے ایک آیت کے ذیل میں ایک سے زیادہ روایات سببِ نزول کے طور پر بیان کی ہیں جب کہ ایسا بھی ہے کہ ایک روایت، ایک سے زیادہ آیات کے سببِ نزول کے طور پر بیان ہوئی ہے۔ جو شخص تفسیر کی باریکیوں سے خوب واقف نہ ہو وہ الجھن اور طرح طرح کے شبہات میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

بعض اوقات اس علمِ اسباب سے بے نیازی یا انکار میں ہی عافیت محسوس کرتا ہے۔ جلال الدین سیوطی نے الاتقان میں مسئلہ زیرِ بحث کے اطمینان بخش جوابات دیے ہیں۔[31] تاہم بعض مفسرین نے سببِ نزول میں غلوّ اور تکلف سے کام لیا ہے۔ سببِ نزول میں حد درجہ انہماک اور دوسری طرف اس علم کو بالکل غیر ضروری سمجھنا، دو انتہائیں ہیں۔ ہر دو مواقف کے مابین نقطۂ اعتدال کیا ہے؟

اس ضمن میں معتدل رائے یہ ہے کہ یہ علوم القران کا ایک اہم حصہ ہے۔ قرآنِ حکیم کے متعدد مقامات ایسے ہیں جہاں شانِ نزول معلوم کیے بغیر قرآن فہمی ممکن نہیں۔ تاہم قرآنِ مقدس کی ہر آیت کا شان نزول مقرر کرنے کے اسلوب کو حوصلہ افزا قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔ قاضی مظہر الدین احمد بلگرامی (استاد شعبۂ دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی) مسئلہ زیرِ بحث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

> تفسیر کی بعض کتب میں ہر آیت کی ذیل میں کوئی نہ کوئی قصہ یا واقعہ سبب نزول کے طور پر لکھا ہوتا ہے جو بعض اوقات ایک دوسرے سے اس قدر مختلف ہوتے ہیں کہ کوئی سمجھدار آدمی اسکو سبب نزول مان ہی نہیں سکتا اور اگر ان واقعات کو سبب نزول تسلیم کر لیا جائے تو آیاتِ قرآنی کا باہمی ربط و تسلسل خطرہ میں پڑھ جاتا ہے اور صاف نظر آتا ہے کی اگر ان قصوں اور روایات سے الگ ہو کر صرف متون آیات پر غور کیا جائے تو زیادہ ربط اور مناسبت قائم ہو ایسے مواقع پر آیات کا مطلب سمجھنے کیلئے کھینچ تان کر ان کا کسی واقعہ یا روایات سے جوڑ لگانا بالکل غیر ضروری ہے۔[32]

یہ بات درست ہے کہ شانِ نزول کی روایتوں کی کثرت اور ان کی اہمیت پر زیادہ زور دینے سے، قرآن کریم کے مضامین و قصص اور مواعظ و عبر سے ہر زمانہ میں جو فائدہ اٹھانا چاہیے اور اپنے اپنے زمانہ اور حالات پر ان کا جس طرح انطباق ہونا چاہیے، اس میں بہت کمی واقع ہو گئی تھی۔ بایں وجہ شاہ ولی اللہ نے شانِ نزول کے ضمن میں یہ رائے دی کہ "نزولِ قرآنی سے مقصودِ اصلی نفوس بشریہ کی تہذیب اور ان کے باطل عقائد اور فاسد اعمال کی تردید ہے"۔[33]

مولانا محمد مالک کاندھلویؒ کے نزدیک آیاتِ قرآنیہ کا مقصود صرف بیانِ احکام، امورِ ہدایت اور سعادت و شقاوت کے اصول متعین کرنا ہوتا ہے، لہٰذا سوائے ان مقامات کے جہاں آیات کی تفسیر اور تشریح بیانِ واقعہ پہ موقوف ہو، بقیہ جگہ واقعات کا ذکر کرنا تکلف ہے۔[34]

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

نزول قرآن کی ان حکمتوں، ضرورتوں اور مقاصد کے حصول کے ساتھ ساتھ، کون کون سی باتیں اور واقعات و ضروریات آیات کے نزول کا سبب بنی ہیں، اس سلسلہ میں بلگرامی صاحب متقدمین و متاخرین کی آراء کا خلاصہ بیان فرماتے ہیں:

1. آیت یا آیتوں میں اس کے بارے میں کچھ بتایا گیا ہو۔
2. کوئی واقعہ ایسا پیش آیا ہو جسکے متعلق کسی حکم کا دینا ضروری تھا۔
3. شبہات دور کرنے کیلئے کسی تفصیل کی ضرورت تھی۔
4. مخالفین کی سازش کا پردہ چاک کرنے اور مومنین کو ان کے منصوبوں سے آگاہ کرنے کی ضرورت تھی۔
5. کسی حکمت یا اہم بات کا بیان مقصود تھا جسکو بتادیا گیا۔
6. صحابہؓ میں سے کسی نے یا چند ایک نے کوئی بات دریافت کی۔
7. مشرکین و یہود نے امتحان کے طور پر آپؐ سے کچھ پوچھا اور اسکا جواب قرآن میں دیا گیا۔
8. کوئی ایسا واقعہ یا حادثہ پیش آیا جو گناہ یا قصور تھا یا کسی کا قابلِ تعریف کام جسکا اظہار ضروری تھا۔

نیز آیات کا نزول واقعہ کے فوراً بعد ضروری نہیں بلکہ یہ نزول کچھ مدت کے بعد بھی ہو سکتا ہے یعنی جب مناسب وقت آیا اس کو ظاہر کر دیا گیا۔[35]

سبب نزول جاننے کا طریقہ:

ہمارے پاس کوئی ایسا معیار یا اصول ہے جس سے ہم معلوم کر سکیں کہ کسی آیت کا حقیقی سبب نزول کیا ہے؟ اس بارے میں شیخ محمد علی الصابونی رقمطراز ہیں:

فاذا صرح الراوی بلفظ "السبب" فهو نص صريح فيه. كقول الراوی سبب نزول هذه الآية كذا و كذا..... و كذلك اذا اتى بفاء تعقيبية داخلة على مادة النزول. كقول الراوی: حدث كذا، أو سئل النبی عن كذا "فنزلت" فهو نص صريح فی سبب النزول.....وقد لا تكون الصيغة نصا فی السبب كقوله نزلت هذه الآية فی كذا، فقد يراد منه سبب النزول وقد يراد ما تضمنته الآية من احكام.[36]

(جب راوی لفظِ "سبب" استعمال کرے یا واقعہ بیان کرنے کے بعد 'ف' تعقیبیہ لائے، تو یہ دو چیزیں اس واقعہ کو آیت کا حقیقی سبب نزول بتاتی ہیں۔ باقی "نزلت هذه الآية فی كذا" سبب نزول کے لیے نص

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

نہیں ہے، اس سے کبھی سبب نزول مراد ہو گا اور کبھی یہ بتایا جائے گا کہ آیت کا مفہوم فلاں حکم کو بھی شامل ہے۔)

یعنی بقول علامہ خالد محمود: "تمام قیود" کا انطباق ضروری نہ تھا صرف "اصل حکم" کا انطباق ضروری سمجھا جاتا تھا۔۔۔ گویا یہ بتاتا تھا کہ فلاں معاملہ اس کے حکم میں داخل ہے۔[37]

علوم القرآن کے علماء میں یہ رائے معروف و مسلمہ ہے کہ نزلت ھذہ الآیة فی کذا کی صورت میں ملنے والے الفاظ سے سلف صالحین کی مراد سبب نزول بیان کرنا ہی نہیں ہوتا تھا بلکہ ان حضرات کی عادت تھی کہ آیت کا انطباق جس معاملہ اور جس جس مسئلہ پر ہو سکتا ہو وہ اس کے بارے میں کہہ دیتے تھے نزلت فی کذا خواہ وہ معاملہ اور مسئلہ نزول آیت سے پہلے پیش آیا ہو یا بعد میں۔[38]

مزید سہولت کی خاطر ہم صرف ان دو باتوں کا ذکر کرتے ہیں جو بقول شاہ ولی اللہؒ مفسر کے لیے جاننا شرط ہیں اور ان کو جانے بغیر آیت کے مقصود کو سمجھنا ممکن نہیں:

1. ان واقعات کا علم جن کی طرف آیات اشارہ کرتی ہیں کیونکہ ان واقعات کو جانے بغیر آیات کے اشاروں کو سمجھنا آسان نہیں
2. اس واقعہ کو جاننا جو آیت کے عام مفہوم کو خاص کر دیتا ہے، یا کلام کا ظاہری مفہوم کچھ اور ہوتا ہے جبکہ سببِ نزول کوئی دوسرا معنیٰ متعین کر دیتا ہے۔

ان دو مواقع پر اسبابِ نزول کو نظر انداز کرنا گمراہی کے دروازے کھول دے گا اور کی جانے والی تفسیر تفسیر بالرائے شمار ہو گی۔

عام طور پر وہ کونسی کونسی باتیں ہیں جو در حقیقت شانِ نزول نہیں ہوتیں لیکن محدثین ان کو آیات کے ذیل میں ذکر کر دیتے ہیں، متقدمین (علامہ بدرالدین زرکشی، ابن تیمیہ، سیوطی، اور زرقانی، وغیرھم) کے اقوال کا احصاء، شاہ ولی اللہؒ ان نکات میں کرتے ہیں:

1. وہ روایات جن میں صحابہؓ کرام نے باہمی مذاکرہ میں کسی آیت سے استدلال کیا یا بطور تمثیل کوئی آیت ذکر کی ہے
2. اپنے کلام کے استشہاد میں نبی اکرمؐ کا کسی آیت کو تلاوت فرمانا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

محدثین کا کسی ایسی حدیث کا روایت کرنا جس کو، آیت کے ساتھ اس کی غرض، یا موقعِ نزول، یا اسماءِ مذکورہ فی الآیت کے مبہم کی تعیین میں موافقت حاصل ہو

3. کسی کلمہ قرآنی کے لیے ادائے تلفظ کا طریقہ

4. سورتوں اور آیات کے فضائل

5. اور قرآن کے کسی حکم پر نبیؐ کے طریقۂ عمل کا بیان

یہ تمام باتیں نہ اسبابِ نزول میں شمار ہوتی ہیں اور نہ ہی ان کا احاطہ مفسر کے لیے شرط ہے۔[39]

قولِ فیصل:

مفتی محمد تقی عثمانی کی کتاب علوم القرآن میں اس بحث کا معقول اور قابلِ فہم نتیجہ نیز تفسیر اور فقہ کے علماء کا طرز اور ان کے اصول و قواعد کا خلاصہ ذیل کے نکات میں بیان کیا ہے۔

1۔ یہ بتلانا مقصود تھا کہ فلاں مسئلہ یا معاملہ آیت کے حکم میں داخل ہے تو نزلت الآیۃ فی کذا کے الفاظ استعمال فرمائے۔

مثلاً سورۂ نساء کی آیت 118 ولآمرنھم فلیغیرن خلق اللہ (اور انہیں حکم دوں گا تو وہ اللہ کی تخلیق میں تبدیلی پیدا کریں گے)

کی تفسیر میں حضرت انس اور عکرمہ سے مروی ہے کہ یہ اختصاء (خصیتین نکلوا دینے) کے بارے میں نازل ہوئی۔[40]

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ عہدِ رسالت میں کوئی ایسا واقعہ پیش بھی آیا۔ اور نہ ہی اس سے مراد یہ ہے کہ تخلیق کو بدلنے سے صرف یہی مراد ہے بلکہ کتبِ تفسیر و فقہ میں بہت سی دیگر شکلیں اسی آیت کے ذیل میں لکھ دی گئی ہیں مثلاً داڑھی مونڈنا وغیرہ۔

اسی طرح سورۃ السجدہ آیت 16: تتجافی جنوبھم عن المضاجع (ان کے پہلو (رات کے وقت) اپنے بستروں سے جدا ہوتے ہیں)، سے مغرب و عشاء کے درمیانی وقت میں نفل پڑھنا مراد ہے یا عشاء کے انتظار میں جاگنا یا نمازِ تہجد کی باقاعدگی۔[41]

تو یہ شانِ نزول کا اختلاف نہیں بلکہ آیت کے مختلف مصداق ہیں۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

2۔ سبب نزول کے بارے میں روایات کی سند کو دیکھا جائے گا اگر ایک سند صحیح اور دوسری ضعیف ہوئی تو ضعیف کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ مثلاً سورۃ ضحیٰ کی ابتدائی آیات کا سبب نزول کیا ہے: طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے حضورؐ کے تہجد میں نہ اٹھ پانے کی وجہ سے کافرہ عورت کا طعنہ۔۔ یا۔۔ چارپائی کے نیچے کتے کے پلے کی وجہ سے وحی کا رکنا۔[42]

اب یہاں دوسرا واقعہ سنداً صحیح نہیں ہے، لہٰذا پہلا متعین ہو جائے گا۔

3۔ بعض مرتبہ شان نزول کی دونوں یا ساری روایات سنداً صحیح ہوتی ہیں لیکن کسی ایک کے حق میں کوئی وجہِ ترجیح پائی جاتی ہے۔ یعنی ایک روایت کی سند دوسری سے مقابلتاً زیادہ قوی اور مضبوط ہو یا ایک کا راوی مذکور واقعہ میں خود موجود ہو۔ مثلاً

سورۃ اسراء آیت 85 ویسئلونک عن الروح اور (اے پیغمبر) یہ لوگ تم سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں کے بارے میں امام بخاریؒ، عبداللہؓ ابنِ مسعود کی روایت لاتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں حضورؐ کے ہمراہ چل رہا تھا، آپؐ شاخ کا سہارا لے کر چل رہے تھے تو یہود نے آپؐ سے روح کے متعلق سوال کیا۔[43]

دوسری روایت ترمذی میں ابن عباسؓ سے ہے کہ مکہ میں قریش نے یہودیوں سے کہا ہمیں کوئی ایسی بات بتاؤ جو ہم محمد ﷺ سے پوچھ سکیں تو انہوں نے روح کے متعلق سوال کرنے کو کہا۔[44]

اب چونکہ پہلی روایات میں ابن مسعودؓ خود موجود ہیں لہٰذا وہ قابل ترجیح ہیں۔

4 ۔ بعض اوقات ایک آیات کے اسباب نزول ایک سے زائد ہوتے ہیں یعنی ایک جیسے واقعات یا سوالات پیش آے اور سب کے آیت نازل ہوئی۔ مثلاً سورہ نور آیت 6 والذین یرمون ازواجھم ولم یکن لھم شھداء الا انفسھم اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں (ے) اور خود اپنے سوا ان کے پاس کوئی اور گواہ نہ ہوں آیت لِعان کے بارے میں امام بخاری ھلال بن امیہ کا واقعہ بھی بیان کرتے ہیں اور عویمر کا بھی۔[45]

ایسی صورت میں ہر ایک کو سبب نزول قرار دینا درست ہے۔

5 ۔ واقعہ ایک ہو اور اسکے سبب سے کئی آیات نازل ہوں مثلاً حضرت ام سلمہ کا خواتین کا تذکرہ نہ ہونے کا سوال اِس پر انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی بعضکم من بعض سورہ آل عمران

آیت 196: میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع نہیں کروں گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ تم سب آپس میں ایک جیسے ہو۔ اور سورہ الاحزاب آیت 35: اِنّ المسلمین والمسلمٰت والمؤمنین والمؤمنٰت (بے شک فرمانبردار مرد ہوں یا فرمانبردار عورتیں، مومن مرد ہوں یا مومن عورتیں) مذکور تینوں آیات کا شان نزول ایک ہی ہے۔[46]

6 ۔ بعض اوقات ایک ہی آیت ایک سے زائد مرتبہ نازل ہوئی اور ہر مرتبہ اس کا نزول کسی نئے واقعہ کے پس منظر میں ہوا۔ اب ہر راوی نے الگ الگ واقعہ بیان کر دیا۔ مثلاً سورہ التوبہ آیت 113: ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ (یہ بات نہ تو نبی کو زیب دیتی ہے اور نہ دوسرے مومنوں کو کہ وہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا کریں) نیز ابو طالب کی وفات اور اس پر نبی ﷺ کا فرمانا کہ جب تک منع نہ ہو مغفرت مانگتا رہوں گا۔[47]

ایک روایت امام ترمذی لائے کہ حضرت علیؓ نے ایک شخص کو مشرک والدین کیلئے استغفار کرتے سنا اور اس نے ابراہیمؑ کے استغفار کرنے کا ذکر کیا جو آپؑ نے اپنے باپ کیلئے کی ۔ حضرت علیؓ نے حضور ﷺ سے بیان کیا تو آیت نازل ہوئی۔[48]

نزول اصلی تو ایک ہی مرتبہ ہوتا ہے دل میں بات ڈال دینے اور قلب میں مستحضر ہو جانے کو نزول کہا گیا گویا یہ نفث فی الروع ہے جو وحی کی ایک قسم ہے۔[49]

سبب نزول کے تحت نازل ہونے والی آیات اور ان کی اقسام اور حکم:

1 ۔ کسی شخص کا نام لیکر اسکا تذکرہ ہو۔ مثلاً تبت یدا ابی لہب وتب۔ (ہاتھ ابولہب کے برباد ہوں، اور وہ خود برباد ہو چکا ہے)

ایسی آیات کے بارے میں علماء کا اتفاق ہے کہ ان کا مضمون صرف اُسی شخص معین کے بارے میں قرار دیا جائے گا کوئی اور اس میں شامل نہیں ہو گا

2 ۔ ایسی آیات جن میں کسی خاص چیز، شخص یا گروہ کا نام لیے بغیر اسکے اوصاف بیان کیے گئے ہوں اور ان اوصاف پر کوئی حکم لگایا گیا ہو۔ لیکن دوسرے قرائن و دلائل اسکی تعیین کر دیں۔

ایسی آیات کے بارے میں بھی علماء کا اتفاق ہے کہ حکم اسی چیز یا شخص تک مخصوص رہے گا جو قرآن کی مراد ہے اور کوئی دوسرا اس میں داخل نہ ہو گا اگرچہ وہ اوصاف اس میں بھی موجود ہوں۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

مثلاً سورۃ الیل 17،18: وسیجنبها الأتقى الذي يؤتي ماله يتزكى (اور اس (آگ) سے ایسے متقی ترین شخص کو دور رکھا جائے گا، جو اپنا مال پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے (اللہ کے راستے میں مستحقین کو) دیتا ہے)

یہ آیت سیدنا ابو بکرؓ کے بارے میں نازل ہوئی جو مفلس غلاموں کو خرید کر آزاد کیا کرتے تھے۔ یہاں اگرچہ سیدنا ابو بکر صدیقؓ کا نام نہیں لیا گیا لیکن روایات نے انہیں ہی مصداق ٹھہرایا ہے۔[50] تو کوئی دوسرا شخص اس فضیلت کا مصداق نہیں بن سکتا اگرچہ اس کے بھی ایسے اوصاف نہایت اجر و ثواب کا باعث ہوں گے۔

3۔ تیسری قسم وہ آیات ہیں جو نازل کسی واقعہ میں ہوئی لیکن الفاظ عام ہیں، آیت کے صریح الفاظ یا کسی اور خارجی دلیل سے بھی معلوم ہو گیا کہ آیت کا حکم اس واقعہ کے ساتھ مخصوص نہیں۔ علماء امت متفق ہیں کہ آیت مذکور حکم اسکے الفاظ کے تابع ہو کر عام رہے گا۔ مثلاً وہ آیات جو حضرت خولہؓ کے بارے میں نازل ہوئیں: جیسے سورۃ مجادلہ۔ قد سمع الله قول التي تجادلك في زوجها وتشتكي إلى الله (اے پیغمبر) اللہ نے اس عورت کی بات سن لی ہے جو تم سے اپنے شوہر کے بارے میں بحث کر رہی ہے۔ لیکن جو لوگ بھی ظہار کر لیں کفارہ ادا کر سکتے ہیں۔[51]

4۔ آیت کسی خاص واقعہ کے تحت نازل ہوئی اور الفاظ عام استعمال کیے گئے لیکن دوسری آیت یا کسی خارجی دلیل سے یہ صراحت نہیں ہوئی کہ آیت کا حکم صرف اسی واقعہ کے ساتھ مخصوص ہے یا اس نوعیت کے ہر واقعہ کے لیے عام ہے۔

بعض حضرات ایسی آیات کو صرف سبب نزول کے واقعہ کے ساتھ مخصوص قرار دیتے ہیں (اور عموم کے لیے دیگر کسی شرعی دلیل کو ضروری قرار دیتے ہیں) جبکہ جمہور علماء وفقہاء یہاں بھی حکم عام رکھتے ہیں۔

اس قاعدہ کے بارے میں علماء فقہ و تفسیر میں یہ جملہ مشہور ہے: العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب۔ مثلاً سورہ البقرہ 280: وإن كان ذو عسرة فنظرة إلى ميسرة (اور اگر قرض دار تنگ دست ہو تو اسے کشادگی تک مہلت دے دو) اس کے شانِ نزول میں کہا گیا ہے کہ قبیلہ بنو عمرو بن عمیر نے بنو مغیرہ کو قرض دیا ہوا تھا۔ سود کی حرمت نازل ہونے پر بنو عمرو نے سود معاف کر دیا اور اصل

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

قرضہ کا مطالبہ کیا، بنو مغیرہ نے تنگ دستی کی وجہ سے مہلت طلب کی تو بنو عمرو نے انکار کر دیا۔۔اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی تھی۔[52]

خلاصۂ بحث:

کسی بھی تقریر یا تحریر پر گردوپیش کا گہرا اثر ہوتا ہے اس لیے کسی کتاب یا خطاب کو بہتر انداز میں سمجھنے کے لیے اس ماحول اور حالات کا جاننا نہایت ضروری ہے، علمِ اسبابِ نزول، علوم القرآن میں سے ایک اہم علم ہے۔ تفسیرِ قرآن کے لیے اس کا حصول ناگزیر ہے۔ اس سے واقفیت قرآن کے مقتضائے حال سے واقف ہونے کے مترادف ہے۔ قرآن مجید میں درجنوں مضامین و واقعات بغیر نام کی صراحت کے مذکور ہیں مثلاً غزوۂ بدر، احد، بنو نضیر، فتح مکہ، صلح حدیبیہ اور غزوۂ تبوک پر درجنوں آیات و احکامات موجود ہیں، جہاں پسِ منظر اور شانِ نزول کو چھوڑ کر محض ترجمہ سے یہ معلوم کرنا ممکن نہیں کہ یہ کس خاص غزوہ کا ذکر ہے۔اسی طرح اصحاب الاخدود، اصحاب الکہف، اصحاب الفیل اور قصہ ِ موسیٰ و خضرؑ وغیرہ کی تفصیلات شانِ نزول کی روایات کے ذریعے معلوم نہ ہوں تو کتابِ مقدس کا صحیح پیغام سمجھا نہیں جا سکتا۔ تاہم قرآن پاک کی تفسیر میں یہ پابندی اتنی سخت نہ ہونے پائے کہ اس کتابِ مقدس کا آفاقی دعوتی و تربیتی پہلو نظر انداز ہو جائے اور وہ محض تاریخ یا فلسفہ و اخلاقیات کی کتاب بن جائے۔ مضمون کا اختتام ڈاکٹر صبحی صالح کے اس اقتباس پر کیا جائے گا کہ:

"ہمیں اسباب نزول سے متعلق روایات صحیحہ کی طلب و تلاش میں کس قدر بھی محنت وکاوش سے کام لیں، ہم ایسی آیات کو جمع کرنے سے قاصر رہیں گے جن کا نزول کسی سوال یا سبب کی بناء پر ہوا۔ اس لئے ہم معاصر علماء کی دعوت دیتے ہیں کہ اسباب نزول کے بارے میں کثرت سے کتب تصنیف کرنے کی ضرورت ہے وہ وسیع و دقیق معلومات پر مشتمل ہوں اور ان میں وارد شدہ متون واسانید کی خوب چھان بین کی جائے۔ یہی ایک صورت ہے جس سے ہم اختراع فی الدین اور کذب وافتراء کا ارتکاب کرنے والوں کے زمرے سے خارج رہ سکیں گے"۔[53]

حوالہ جات وحواشی

[1]۔ سیوطی، جلال الدین: الاتقان فی علوم القرآن، مکتبۃ المعارف، الریاض، 1996م، 1/83

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

[2]۔ الفوز الکبیر، ص47

[3]۔ الزرقانی، محمد عبد العظیم، مناھل العرفان فی علوم القرآن، بیروت، دار احیاء التراث العربی، 1/ 99

[4] غازی، ڈاکٹر محمود احمد، محاضراتِ قرآنی، لاہور، الفیصل، صفحہ 162

[5]۔ ڈاکٹر حسن الدین احمد، احسن البیان فی علوم القرآن، لاہور، مکتبہ تعمیر انسانیت، صفحہ 95

[6]۔ أبو عثمان سعيد بن منصور بن شعبة الخراساني الجوزجاني (المتوفى: 227هـ) تفسير من سنن سعيد بن منصور، دار الصميعي للنشر والتوزيع، 1/ 176

[7] السيوطي، عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين، مفتاح الجنة في الاحتجاج بالسنة مصر، ادارة الطباعة المنيريه، صفحہ 32

[8] الواحدی، علی بن احمد، اسباب النزول، لاہور، دار نشر الکتب الاسلامیہ، ص4

[9]۔ السیوطی، جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن، الریاض، مکتبۃ المعارف، 1996ء، صفحہ 84

[10]۔ ابن تیمیہ، تقی الدین احمد، مقدمہ فی اصول التفسیر، دمشق، مطبع الترقی، صفحہ 10

[11]۔ القرطبي، أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر (المتوفى: 671هـ)، الجامع لأحكام القرآن، القاهرة، دار الکتب المصریہ، 1/ 47

[12]۔ القرطبي، أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر (المتوفى: 671هـ)، الجامع لأحكام القرآن، القاهرة، دار الکتب المصریہ، 1/ 47

[13]۔ ایضاً

[14] صبحی صالح، ڈاکٹر، علوم القرآن، (مترجم: غلام احمد حریری)، فیصل آباد، ملک سنز پبلشرز، صفحہ 188، 180

[15]۔ البقرہ 2: 62

[16]۔ بلند شہری، مفتی محمد عاشق الٰہی، انوار البیان، کراچی، دار الاشاعت، 1/ 101

[17] ابن كثير، أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (المتوفى: 774هـ) تفسير القرآن العظيم، بيروت، دار الكتب العلميه طبع 1419ه-، 1/ 182

[18] ابن كثير، أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (المتوفى: 774هـ) تفسير القرآن العظيم، بيروت، دار الكتب العلميه طبع 1419ه-، 1/ 182

[19]۔ صبحی صالح، علوم القرآن، ص185

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

[20]۔البقرہ2: 144

[21]۔النساء4: 95

[22]۔بخاری: الجامع الصحیح، کتاب الجہاد والسیر، باب: قول اللہ عزوجل، لا یستوی القاعدون من المومنین، رقم الحدیث: 2620

[23]۔ترمذی، محمد بن عیسی: الجامع، کتاب المناقب، باب فی مناقب عمر بن الخطاب رض، رقم الحدیث: 3615

[24]الرازي ابن أبي حاتم، أبو محمد عبد الرحمن بن محمد بن إدريس ((المتوفى: 327ھ)) مکتبہ نزار مصطفى الباز - المملكة العربية السعودية 8/ 2549

[25]۔بخاری: الجامع الصحیح، کتاب التیمم، باب وقول اللہ فمن لم تجدوا ماء، رقم الحدیث: 322

[26]۔الأحزاب: 56

[27]۔الأحزاب: 43

[28]أبو محمد مكي بن أبي طالب حَمّوش (المتوفى: 437ھ) الهداية إلى بلوغ النهاية في علم معاني القرآن وتفسيره وأحكامه وجمل من فنون علومه، مجموعة بحوث الكتاب والسنة 9/ 5846

[29]۔اصلاحی، امین احسن: تدبرِ قرآن، فاران فاونڈیشن، لاہور، 1993، 1/ 31

[30]۔حوالہ سابق، 1/ 32

[31]۔اُنظر، السیوطی، جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن، بیروت، 1/ 70-81

[32]بلگرامی، قاضی مظہر الدین، عیون العرفان فی علوم القرآن، کراچی، مجلس نشریاتِ اسلام، صفحہ 118

[33]ندوی، ابوالحسن علی میاں، تاریخ دعوت وعزیمت، کراچی، مجلس نشریات اسلام، 5/ 152

[34]کاندھلوی، محمد مالک، منازل العرفان فی علوم القرآن، لاھور، ناشرانِ قرآن، صفحہ 250

[35]عیون العرفان، صفحہ 120

[36]الصابونی، محمد علی، التبیان فی علوم القرآن، کراچی، مکتبۃ البشریٰ صفحہ 38

[37]خالد محمود، ڈاکٹر علامہ، آثار التنزیل، لاہور، دار المعارف، 2/ 290

[38]گوھر رحمٰن، مولانا، علوم القرآن، مردان، مکتبہ تفہیم القرآن صفحہ 1 / 207

[39]شاہ ولی اللہ، الفوز الکبیر، لاہور، ادرہ اسلامیات، صفحہ 39

[40]تفسیر قرطبی 5/ 389

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

[41] تفسیر قرطبی14 / 99

[42] البخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، صفحہ2 / 243

[43] الصحیح البخاری2 /179

[44] الجامع الترمذی،2 / 615

[45] الصحیح البخاری،2 / 190

[46] اسباب النزول للواحدی، صفحہ80

[47] الصحیح البخاری،2 / 165

[48] الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، لاہور، مکتبہ رحمانیہ،2 / 609

[49] تقی عثمانی، مفتی محمد، علوم القرآن، کراچی، مکتبہ دارالعلوم، صفحہ 95

[50] مہدی، احمد بن محمد، البحر المدید، بیروت، دار الکتب العلمیہ،8 /482

[51] جصاص، ابو بکر احمد بن علی الرازی، احکام القرآن، بیروت، دار الکتب العلمیہ،9 / 28

[52] اسباب النزول للواحدی، صفحہ 51

[53] ۔ڈاکٹر صبحی صالح، علوم القرآن، ص193

****

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.